از عدالتِ عظمیٰ

دی شری نارائن دھرما سنگھم ٹرسٹ

بنام

سوامی پرکاس آنند اودیگران

تاریخ فیصلہ:9اپریل،1997

[کے راما سوامی اور ڈی پی وادھوا، جسٹس صاحبان]

آئین ہند1950:

آرٹیکل 136 -خصوصی اجازت کی درخواست-سرے سے خارج-فریقین کے درمیان حتمی حکم کے طور پر کام کرتا ہے اور عدالت عالیہ یا ٹریبونل کے ذریعے بعد میں منظور کیا گیا کوئی بھی حکم جہاں تک فریقین کا تعلق ہے، عدالتی حکم کے طور پر کام کرتا ہے۔

ریاست مہاراشٹر بنام پربھاکر بھیماجی انگلے، [1996] 3 ایس سی سی 463 اور یوگیندر نارائن چودھری بنام یونین آف انڈیا، [1996] 7ایس سی سی 1، پر انحصار کیا۔

آرٹیکل 32،226- آرٹیکل 32 کے تحت رٹ پٹیشن کو سرے سے خارج کرنا امر فیصل شدہ کے طور پر مؤثر نہیں ہوتا۔— آرٹیکل 226 کے تحت عدالت عالیہ کا دائرہ اختیار ممنوع نہیں ہے۔

بھارتیہ آئل کارپوریشن لمیٹڈ بنام ریاست بہار، [1986] 3ایس سی آر، پر انحصار کیا۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 3013، سال 1997۔

سی آر پی نمبر 2727، سال 1994 میں آر پی نمبر 204/95 میں کیرالہ عدالت عالیہ کے مورخہ 16.1.96 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لیے پی ایس پوٹی، ای ایم ایس انم اور فضل انم۔

جواب دہندگان کے لیے مسز ایس ریوتی کے لیے اے ایس نمبیار، سی ایس اننت لنگم، ایس بال کرشنن، ایس پرساد۔

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم سنایا گیا:

اجازت دی گئی۔ یہ اپیل، خصوصی اجازت کے ذریعے، کیرالہ عدالت عالیہ کے فیصلے سے پیدا ہوتی ہے، جو 16 جنوری 1996 کو سی آر پی نمبر 2724/94 میں آر پی نمبر 204/95 میں دیا گیا تھا۔

یہ تنازعہ سری نارائن دھرم سنگھم ٹرسٹ کی کمیٹی کے انتخاب کے حوالے سے پیدا ہوا ہے۔ ٹرسٹ 26 مارچ 1959 کو اے ایس نمبر 14/56 میں عدالت عالیہ کی طرف سے تیار کردہ اسکیم کے ذریعے چلایا جاتا ہے۔ چونکہ منتخب ادارے کی میعاد 10.8.94 پر ختم ہونی تھی، اس لیے 4.7.94 پر ٹرسٹ بورڈ نے 26.7.94 پر انتخابات کرانے کا فیصلہ کیا۔ 26.7.94 پر ہونے والے انتخابات کے جواز کے بارے میں تنازعات پیدا ہو گئے تھے اور دعویٰ دائر کیا گیا تھا۔ عبوری حکم امتناعی فاضل ماتحت جج، اٹنگل نے 22.11.94 پر O. S. نمبر 247/94 میں دیا تھا۔ 2 دسمبر 1994 کو سی ایم اے نمبر 167/94 میں اپیلٹ اتھارٹی کی طرف سے منظور کردہ عبوری حکم کے خلاف سی آر پی نمبر 2727/94 دائر کیا گیا۔ عدالت عالیہ نے 19 جون 1995 کے فیصلے کے ذریعے نظر ثانی کی اجازت دی، اپیلٹ اتھارٹی کے حکم کو کالعدم قرار دیا اور کچھ ہدایات دیں۔ اس معاملے کو زیر بحث ایس۔ ایل۔ پی۔ کہتے ہیں۔ (C) نمبر 13667/95 اس عدالت میں دائر کیا گیا۔ اس عدالت نے 29 جون 1995 کو مندرجہ ذیل حکم جاری کیا:

> "ہمیں مداخلت کی کوئی بنیادی ضمانت نہیں ملتی ہے کیونکہ یہ ایک انفرادی معاملہ ہے اور وہ بھی ایک عبوری حکم کے ذریعے۔ ایس ایل پی کو برخاست کر دیا جاتا ہے۔ تاہم، ٹرائل کورٹ کو ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ اس حکم کی وصولی کی تاریخ سے چھ ماہ کی مدت کے اندر دعویٰ جلد از جلد نمٹائے۔"

اس کے بعد، نظر ثانی میں عدالت عالیہ کے ذریعے منظور کردہ حکم پر نظر ثانی کے لیے ایک درخواست دائر کی گئی، جسے عدالت عالیہ نے مسترد کر دیا تھا، جس میں کہا گیا تھا کہ عدالت عالیہ کے ذریعے منظور کردہ حکم اس عدالت کے حکم کے ساتھ ضم ہو گیا ہے۔ اس کے نتیجے میں، عدالت عالیہ حکم پر نظر ثانی نہیں کر سکتی۔ اس طرح یہ اپیل، خصوصی اجازت کے ذریعے۔

اپیل گزار کے سینئر وکیل شری پی ایس پوٹی کا کہنا ہے کہ اس عدالت نے معاملے کا فیصلہ قابلیت پر نہیں کیا۔ جب ریکارڈ کے سامنے پیٹنٹ کی غلطی ظاہر ہوتی ہے، تو اس کا ہمیشہ عدالت عالیہ کے ذریعے جائزہ لیا جاتا ہے اور اس لیے ایس ایل پی کو مسترد کرنے کا حکم حتمی حکم کے طور پر کام نہیں کرتا ہے۔ لہذا، عدالت عالیہ کو اپنے حکم پر نظر ثانی کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ ہمیں دلیل میں

کوئی قابلیت نہیں ملتا۔ ریاست مہاراشٹر بنام پربھاکر بھیما جی انگلے، [1996] 3 ایس سی سی 463 میں اس عدالت نے اسی طرح کے تنازعہ پر غور کیا ہے۔ اس میں موجود حقائق یہ تھے کہ مہاراشٹر ایڈمنسٹریٹو ٹریبونل نے او اے نمبر 1169 / 93 میں ایک حکم جاری کیا جس کے خلاف اس عدالت میں ایس ایل پی دائر کی گئی تھی۔ اسے اس عدالت نے 28 اگست 1993 کو مسترد کر دیا تھا۔ ایس ایل پی زیر التواء، ٹریبونل میں ایک نظر ثانی درخواست دائر کی گئی تھی۔ ٹریبونل نے اپنے حکم کا جائزہ لیا۔ جب اس حکم کو چیلنج کیا گیا تو اس عدالت نے اس طرح فیصلہ دیا:

"4. لیکن اس معاملے میں، جب اس عدالت نے خود اسی مرکزی حکم کی تصدیق کی، تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ٹریبونل کے پاس آرڈر 47، قاعدہ 1 مجموعہ ضابطہ دیوانی یا ٹریبونل ایکٹ کے تحت کسی اور مناسب توضیع کے تحت اس کے ذریعے منظور کردہ احکامات کا نظر ثانی لینے کا اختیار ہے اور اس عدالت کے ذریعے اجازت دینے سے انکار کرکے اس کی تصدیق کی گئی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ نظر ثانی کے اختیار کا استعمال عدالتی نظم وضبط کے لیے نقصان دہ ہے۔ ایک بار جب یہ عدالت ٹریبونل کے ذریعے منظور کردہ حکم کی تصدیق کر لیتی ہے، تو وہ حتمی ہو جاتا ہے۔ لہذا، ٹریبونل کے پاس پچھلے حکم پر نظر ثانی کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہو سکتا جو اس عدالت کے ذریعے منظور کردہ حکم کے ساتھ ضم ہو گیا ہے۔

5. اس کے بعد مدعاعلیہ کے وکیل نے دعوی کیا کہ اگرچہ ٹریبونل کو اس عدالت کے حکم کے ساتھ مطلع کیا گیا تھا جس کی تاریخ 25.8.1995 ہے، اس کے بعد اس نے حکم منظور کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اگرچہ اسے اس عدالت کے ذریعے منظور کردہ حکم کو مسترد کرنے کا علم تھا، لیکن ٹریبونل نے نظر ثانی کے اختیار کا استعمال کیا ہے اور اس لیے اسے غیر قانونی نہیں کہا جا سکتا۔ ہم فاضل وکیل دلیل کی تعریف کرنے سے مکمل طور پر قاصر ہیں۔ ہم اس بات کی تعریف کر سکتے ہیں کہ اگر ٹریبونل کو ایس ایل پی کو برخاست کرنے کا کوئی علم نہیں تھا تو وہ بعض حالات میں اپنے پہلے کے حکم پر نظر ثانی کر سکتا ہے، مثال کے طور پر، اگر یہ پایا گیا کہ ریکارڈ کے سامنے ظاہر ہونے والی قانون کی کسی واضح غلطی سے حکم کو خراب کیا گیا تھا۔ لیکن یہ اطلاع موصول ہونے کے بعد کہ اس عدالت نے پہلے ہی اپنے حکم کو برقرار رکھا ہے، ٹریبونل کے اختیارات کا استعمال بہادر اور بغیر کسی عدالتی نظم وضبط کے کہا جا سکتا ہے۔ ان حالات میں، ہم نہیں

سمجھتے کہ ٹریبونل اپنے ہی حکم کا جائزہ لینے میں جائز ہے جب کہ اس عدالت نے پہلے منظور کیے گئے حکم کی تصدیق کی تھی۔"

لہذا، ایک بار جب یہ عدالت کوئی حکم منظور کر لیتی ہے، تو عدالت عالیہ کا منظور کردہ حکم اس عدالت کے منظور کردہ حکم کے ساتھ ضم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد، عدالتِ عالیہ / ٹریبونل حکم پر نظر ثانی کرنے کے دائرہ اختیار سے محروم ہے۔ یوگیندر نارائن چودھری بنام یونین آف انڈیا میں بھی اس سوال کا اعادہ کیا گیا تھا۔ [1996] 7 ایس سی سی 1، اس طرح:

"یہ طے شدہ قانون ہے کہ وجوہات بتائے بغیر خصوصی شروع میں کی درخواست کو بھی خارج کرنا عدالتی کارروائی کے طور پر کام نہیں کرتا ہے۔ ان حالات میں، ہمارا خیال ہے کہ سی اے ٹی، کلکتہ کے مؤخر الذکر بنچ اور کٹک بنچ کا نظریہ واضح طور پر مذکورہ استدلال سے مطابقت رکھتا ہے۔ لہذا، ہم نہیں پاتے کہ ایسے مناسب معاملات ہیں جو مداخلت کی ضمانت دیتے ہیں۔"

اس طرح، یہ طے شدہ قانون ہے کہ یہاں تک کہ شروع میں مدت میں خصوصی اجازت کی درخواست کو مسترد کرنا بھی فریقین کے درمیان حتمی حکم کے طور پر کام کرتا ہے اور عدالت عالیہ یا ٹریبونل کے ذریعے بعد میں منظور کیا گیا کوئی بھی حکم جہاں تک فریقین کا تعلق ہے، ایک عدالتی حکم کے طور پر کام کرتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ بھارتیہ آئل کارپوریشن لمیٹڈ بنام ریاست بہار، [1986] 3 ایس سی آر 558 میں، اس عدالت نے نشاندہی کی تھی کہ جب اس عدالت نے رٹ پٹیشن کو شروع میں طور پر خارج کر دیا تھا، تو آرٹیکل 226 کے تحت عدالت عالیہ کا دائرہ اختیار ممنوع نہیں ہے۔ آرٹیکل 32 کے تحت رٹ پٹیشن کو مسترد کرنا عدالتی کارروائی کے طور پر کام نہیں کرتا ہے۔ یہ اصول آرڈر 47 قاعدہ 1 کے تحت حکم کے نظر ثانی سے بالکل مختلف ہے۔ ان حالات میں، ہمارا خیال ہے کہ عدالت عالیہ نظر ثانی میں منظور کردہ حکم پر نظر ثانی کرنے سے انکار کرنا مناسب ہے۔ تاہم، چونکہ عدالت عالیہ کی طرف سے ریکارڈ طلب کیے گئے ہیں اور معاملہ زیر التوا ہے، اس لیے ٹرائل کورٹ اس عدالت کی طرف سے پہلے بیان کردہ وقت کی حد کے اندر معاملے کو نمٹ نہیں سکی۔ لہذا، ہم معاملے کو نمٹانے میں ناکامی کے لیے ٹرائل کورٹ میں غلطی نہیں ڈھونڈ سکتے۔ تاہم، دیوانی عدالت کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ دعویٰ نمٹائے جیسا کہ پہلے اشارہ کیا گیا تھا اب سے چھ ماہ کے اندر۔

اس کے مطابق اپیل مسترد کر دی جاتی ہے۔ اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم نہیں۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔